بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوائنٹ فیملی میں ایک ہی شخص گھر کے اخراجات چلاتا رہا تو کیا وہ اپنی رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہمارے والد وفات پا چکے ہیں۔ ان کے والدین دادا، دادی اور نانی بھی ان سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ورثا میں ہم چار بہنیں، ایک بھائی اور والدہ حیات ہیں۔ والد کی وفات کے وقت صرف بھائی اور ایک بہن بالغ تھی۔ باقی تین بہنیں نابالغہ تھیں۔ اب ہم سب بالغ ہیں اور سب کی شادی ہو چکی ہے۔ والد صاحب کے بعد ہمارا اکلوتا بھائی ہی گھر کا واحد کفیل تھا۔ وہی سب کچھ کماتا تھا اور گھر کا نظام چلاتا تھا۔ آج سے بیس سال قبل ہمیں والد کی وراثت میں حصہ ملا تھا۔ ان پیسوں سے ہم نے ایک جگہ خرید کر وہاں گھر تعمیر کر کے رہنا شروع کر دیا تھا۔ بھائی نے باری باری سب بہنوں کی شادی کی اور آخر میں بھائی کی شادی ہوئی۔ گھر کی بنیادی تعمیرات کے علاوہ بعد میں گھر میں جو بھی کام ہوا وہ بھائی نے ہی کروایا ہے، مثلاً نیا کچن، باتھ روم اور نئی چھتیں وغیرہ جو کام کرنے کی گھر میں حاجت محسوس ہوئی، بھائی نے (یہ سمجھتے ہوئے کہ گھر میرا ہی ہے اس لئے وہ کام بھائی نے) ہی کروایا۔ اس کے علاوہ بجلی، گیس اور پانی کے بلز بھی بھائی ہی دیتے رہے۔ اس دوران ایک بہن کو طلاق ہو چکی ہے اور وہ بھی بھائی کے ساتھ اسی گھر میں انہیں کی کفالت میں رہتی ہے۔ بھائی ملازم پیشہ ہیں۔ اسی سے انہوں نے سب کام کئے۔ بھائی نے اخراجات کرتے وقت یا بہنوں کی شادیاں کرتے وقت کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ یہ پیسے بعد میں لے گا۔ اب والدہ نے گھر بیچ کر سب بہن بھائیوں میں تقسیم کرنے کی بات کی تو بھائی نے کہا کہ میں بیس سال کے پانی، بجلی اور گیس کے بلز گھر کے چھ افراد پر تقسیم کروں گا۔ ہم نے کہا کہ آپ نے اس سے پہلے تو کبھی یہ بات نہیں کی، آپ اسی وقت کہہ دیتے جب یہ گھر لیا تھا۔ بھائی نے کہا کہ پہلے میری کوئی نیت نہیں تھی۔ لیکن جب سے والدہ نے اس گھر کو بیچنے کی بات کی ہے تو اس وقت سے میری نیت بنی ہے۔ اب ہماری اس حوالے سے رہنمائی فرما دیں کہ شریعت کے حساب سے بھائی ان اخراجات میں سے کس کس کا مطالبہ کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو کس سے؟

جواب

صورت مسئولہ میں بھائی نے مشترکہ پیسوں سے گھر بننے کے بعد جو اضافی تعمیرات اپنے لئے کروائی ہیں، ان کے ملبے کے پیسے وہ لے سکتا ہے۔ والدہ اور بہنوں پر کئے جانے والے کھانے، پینے کے اخراجات اور بجلی، گیس اور پانی کے اخراجات کا مطالبہ نہیں کر سکتا، یونہی بہنوں کی شادیوں پر کئے جانے والے اخراجات کا مطالبہ بھی کسی سے نہیں کر سکتا۔

اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ مشترکہ گھروں میں کی جانے والی تعمیرات اگر کسی شریک نے اپنے لئے کروائی ہو تو یہ اس کی ملکیت شمار ہوتی ہیں۔ اب وہ تعمیرات اگر اکھیڑی جا سکتی ہیں تو بعینہ وہ یا ان کے ملبہ کی قیمت وہ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اکھڑنے سے گھر کو

نقصان ہوگا تو صرف ملبے کی قیمت ہی لے سکتا ہے۔ لہذا بھائی نے جو کچن، باتھ روم اور چھت کا کام کیا ہے، یہ ایسے کام ہیں کہ ان کا ملبہ اکھیڑنے سے گھر کو نقصان پہنچے گا، اس لئے بھائی ان کے ملبے کی قیمت باقی شرکا (بہنوں، والدہ وغیرہ) سے لے سکتا ہے۔

البتہ بھائی نے جو بجلی، پانی اور گیس کے بلز دیے ہیں، یا بہنوں اور والدہ کے کھانے پینے پر خرچ کیا ہے، یا بہنوں کی شادی پر خرچ کیا ہے اور خرچ کرتے وقت ان میں سے کسی کا مطالبہ نہیں کیا تھا تو یہ سب اخراجات بھائی کی طرف سے تبرع و احسان شمار ہوں گے۔ تبرع و احسان کے طور پر کئے جانے والے اخراجات کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مشترکہ مکان کی تعمیرات کرنے والے کی ملکیت شمار ہوتی ہیں، اس حوالے سے امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”زید و حامد نے زمینِ مکانِ مشترک میں جو بنگلے اپنے لیے اپنے روپے سے بنائے وہ خاص انھیں کے ہیں دیگر شرکاء کا ان میں کوئی حق نہیں۔“ (فتاوی رضویہ، ج16، ص101، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نئی تعمیرات کو سابقہ تعمیرات سے جدا کیسے کیا جائے؟ اس حوالے سے ردالمحتار میں ہے ”فإذا رم حیطانها بالآجر, أو أدخل فیها جذعا ثم مات ولا یمکن نزع ذلك فلیس للورثة نزعه، بل یقال لمن له السکنی بعده اضمن لورثته قیمة البناء،۔۔۔وإن کان ما رم الأول مثل تجصیص الحیطان، وتطیین السطوح وشبه ذلك لم یرجع الورثة بشيء بحر عن الظهیریة أي لأن ما لا یمکن أخذ عینه، فهو في حکم الهالك بخلاف الآجر، والجذع ولو بنی الأول ما یمکن رفعه بلا ضرر أمر الورثة برفعه ولیس للثاني تملکه بلا رضاهم کما في الإسعاف.“ ترجمہ: جب وقف کی چار دیواری کی پکی اینٹوں سے مرمت کروائی یا اس میں کوئی شہتیر داخل کیا پھر وہ مر گیا اور اس کو اکھیڑنا ممکن نہ ہو تو ورثا کے لیے اسے اکھیڑنا جائز نہیں بلکہ جن کے لیے اس وقف مکان میں رہائش کا اختیار ہے، اس کے بعد انھیں کہا جائے گا کہ ورثا کو تعمیر کی قیمت کا ضمان دیں۔۔۔۔ اور اگر پہلے نے جو مرمت کروائی وہ دیواروں کو چونا کروانے اور چھتوں پر مٹی کا لیپ کروانے وغیرہ کی مثل ہو تو ورثہ کسی چیز میں رجوع نہیں کر سکتے، بحر عن الظہیریہ۔ یعنی اس وجہ سے کہ اس کے عین کو لینا ممکن نہیں ہے تو یہ ہلاک ہو جانے والی چیز کے حکم میں ہے بخلاف پکی اینٹوں اور شہتیر کے۔ اور اگر پہلے نے کچھ ایسا تعمیر کیا جس کو بلا ضرر اٹھانا ممکن ہے تو ورثہ کو اسے اٹھانے کا حکم دیا جائے گا اور دوسرے کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کی مرضی کے بغیر اس کا مالک بن جائے جیسا کہ اسعاف میں ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الوقف، ج6، ص571، مطبوعہ کوئٹہ)

اکٹھے رہنے کی صورت میں کیے جانے والے اخراجات کا مطالبہ نہیں ہو سکتا ہے، اس حوالے سے فتاوی رضویہ میں ہے: ”بالجملہ مدار عرف پر ہے اور یہاں عرف قاضی اباحت کہ جو بھائی باہم یکجا رہتے اور اتفاق رکھتے اور خورد و نوش وغیرہا مصارف میں غیریت نہیں برتتے، ان کی سب آمدنی یکجا رہتی ہے، اور جسے جو حاجت پڑے بے تکلف خرچ کرتا اور دوسرا اس پر راضی ہوتا اور واپسی کا ارادہ نہیں رکھتا، نہ وہ آپس میں یہ حساب کرتے ہیں کہ اس دفعہ تیرے خرچ میں زائد آیا اتنا مجرا دے، نہ صرف کے وقت ایک دوسرے سے کہتا ہے میں نے اس روپے سے اپنے حصے کا تجھے مالک کر دیا بلکہ یہی خیال کرتے ہیں کہ باہم ہمارا ایک معاملہ ہے جس کا مال جس کے خرچ

میں آجائے کچھ پروا نہیں، اور یہ عین معنی اباحت و تحلیل ہے تو جب تک اس کا خلاف دلیل سے ثابت نہ ہوگا اباحت ہی قرار دیں گے اور زرِ صرف شدہ کا نصف محمود بیگ کو نہ ملے گا، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب“(فتاوی رضویہ، ج16، ص93، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شادی پر کیے جانے والے اخراجات کے متعلق فتاوی رضویہ میں ہے "واقعی ہمارے بلاد میں مصارف شادی کنواریوں سے پُوچھ کر نہیں ہوتے نہ اُن سے اس امر میں کوئی اذن لیا جاتا ہے پس اگر بیانِ مذکور صحیح ہے تو جو کچھ مصارف بالائی جس قاصرہ کی شادی میں ہُوئے وہ دُلہن کے حصّہ سے مجرا نہیں ہوسکتے۔۔۔۔ توان مصارف میں جو کچھ بکر نے صرف کیا بھنوں کے ساتھ تبرع واحسان ہوا جو کسی سے مُجرا نہ پائے گا سب صرف اسی کے حصہ پر پڑے گا۔"(فتاوی رضویہ، ج12، ص215، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دوسرے مقام پر ہے :"صَرف شادی کا مطالبہ صرف دختر سے نہیں ہوسکتا مگر یہ کہ اس سے ٹھہرالیا ہو کہ ہم یہ سارا صَرف تیرے حساب میں مجرالیں گے۔ "وذلک لان ما کانوا مضطرین فی ذلک وماسبیلہ ھذا ففاعلہ متبرع الا ان یشرط الرجوع کما اذا کفن الاجنبی المیت اوقضی دین غیرہ بلااذنہ والمسئلتان فی الدرالمختار والعقود الدریۃ۔"(ترجمہ : یہ اس لئے ہے کہ وہ اس میں مجبور نہیں تھے اور جہاں ایسی صورت ہو تو وہاں ایسا کرنے والا متبرع قرار پاتا ہے سوائے اس کے کہ اس نے رجوع کی شرط کی ہو جیسا کہ کوئی اجنبی میت کو کفن پہنائے یا کسی کی اجازت کے بغیر اس کا قرض ادا کردے۔ اور یہ دونوں مسئلے درمختار اور عقود الدریہ میں مذکور ہیں۔)(فتاوی رضویہ، ج26، ص131، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : ابوشاہد مولانا محمد ماجد علی مدنی

مصدق : مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر : Lar-12001

تاریخ اجراء : 07 رمضان المبارک 1444ھ/29 مارچ 2023ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net